بابا گرونانک کی تعلیمات اور مسلم صوفیہ کے ساتھ تعلقات کی نوعیت کا اجمالی جائزہ

An Overview of Baba Guru Nanak's Teachings and the Nature of Relationship with Muslim Sufis

Hafiza Aqsa Tariq
M. Phil Scholar, Institute of Islamic Science, PU, Lahore
Email: aqsa.tariq939@gmail.com

ABSTRACT

The Indian subcontinent has been a region that has nurtured different religions. The rays of Islam spread through the Muslim Sufis in this region and this is the land where a new non-divine religion "Sikhism" flourished. This religion begins with its founder Gurū Nānak (1539-1469) who was the first guru of this religion and this series lasts up to ten gurus. Gurū Nānak respects all religions beyond caste. Gurū Nānak Daiv Jī had deep rituals with Muslim saints and Sufis. Sikhism is generally considered to be a mixture of Hindū beliefs and Islam. Sikhism is a monotheistic religion which originated in the Punjab region of the subcontinent because the birthplace of the founder of this religion is "Talwandī, Nankānah Sāhab". In this article, there is a detailed description of the background, evolution, teachings, and nature of the founder of the Sikh religion and his relationship with Muslim Sufis.

Keywords: Sikhism, Bābā Gurū Nānak, Muslim Sufis, Nankānah.

برصغیر پاک و ہند ایک ایسا خطہ رہا ہے جس نے مختلف مذاہب کو پروان چڑھایا۔ اسی خطے میں مسلم صوفیہ کرام کے ذریعے اسلام کی کرنیں پھیلی اور یہی وہ سرزمین ہے جہاں ایک نئے غیر الہامی مذہب 'سکھ مت' نے فروغ پایا۔ اس مذہب کا آغاز اس کے بانی گرونانک(1539-1469) سے ہوتا ہے جو اس مذہب کے پہلے گرو ہیں اور یہ سلسلہ دس گروؤں تک چلتا ہے۔ گرونانک ذات پات کی تقسیم سے بالاتر ہو کر ہر مذہب کا احترام کرتے تھے۔ اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے برصغیر میں گرونانک اور پہلے مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر ہم عصر رہے ہیں۔ گرونانک دیو جی کے مسلم سنتوں اور صوفیائے کرام سے گہرے مراسم تھے جو سکھ مت کے چوتھے گرو رام داس تک

نہایت خوشگوار رہے لیکن سکھ مت کے پانچویں گرو، گرو ارجن دیو کے تعلقات مغلیہ سلطنت کے ساتھ خراب ہونا شروع ہوگئے۔ تاریخ ثابت کرتی ہے کہ مغلوں کی سکھ مذہب سے یا سکھوں سے کوئی ذاتی دشمنی نہ تھی۔ یہ تو درباری سازشیں تھی جس نے ان تعلقات کو داغدار کر دیا اور یہی دشمنی آگ میں چھپی چنگاری کی طرح تقسیم ہندوستان کے وقت بھڑک اُٹھی، جس نے تمام تعلقات، دوستیوں، عقیدت و احترام کو نگل لیا، لیکن تقسیم برصغیر کے بعد سے لے کر اب تک سکھ مسلم تعلقات میں واضح تبدیلی آئی ہے۔ وہ سکھ کمیونٹی جو پاکستان میں رہ گئی تھی، وہ آج معاشی، معاشرتی، تعلیمی، سیاسی، سماجی اور مذہبی آزادی سے لطف اندوز ہو رہی ہے۔ پاکستان ایک مسلم ملک ہونے کے ناطے نہ صرف اپنی سکھ برادری کے لیے بلکہ غیر ملکی سکھ برادری کے لیے بھی ہر ممکن اقدامات کر رہا ہے۔ دوسری طرف ملکی اور غیر ملکی سکھ بھی پاکستان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آج سکھ، مسلم بین المذاہب مکالمہ کے ذریعے بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دے رہے ہیں۔ دونوں نے ماضی کی تلخیوں کو محبت، امن، بھائی چارے اور عقیدت و احترام میں سمو دیا ہے اور پوری دنیا میں پاکستان کی حقیقی امیج اور مسلمانوں کی وسعت نظری کو دونوں کمیونٹیز نے مل کر واضح کیا ہے۔ پاکستان کا سکھ برادری کے لیے کرتارپور راہداری تک آسان رسائی فراہم کرنے سے اس سکھ مسلم بھائی چارے اور مذہبی رواداری کو مستقبل میں بھی مزید تقویت ملے گی۔

برصغیر میں پنجاب ہمیشہ سے ہی سکھ مت کا مرکز رہا ہے اور سکھ مت کا قیام سولہویں صدی میں ہوا۔ اسلام سے پہلے ہندوستان میں غالب مذاہب ہندو مت اور اسلام تھے، ہندو معاشرہ ذات پات کے بندھنوں میں جکڑا ہوا تھا۔ چودھویں صدی عیسوی میں بھگتی کا رنگ کافی نمایاں تھا۔ رشید احمد لکھتے ہیں:

بھگتی کا نظریہ ہندو مذہب کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، بھگتی سے مراد خدا کی محبت میں محو ہو جانا ہے اور اس کے بتلائے ہوئے فرائض کو اس طرح ادا کرنا کہ جزا کا خیال تک ذہن میں نہ آنے پائے۔[1]

1 رشید احمد، تاریخ مذاہب، قلات پبلشر، لاہور، 1986ء، ص:136

Rashīd Aḥmad, Tārīkh -e- Madhāhab, Qalāt Publishers, Lahore, (1986 AD), Pg# 136

سکھ مذہب کو عام طور پر ہندو عقائد اور اسلام کا مرکب سمجھا جاتا ہے۔ بھگتی کی تحریک ہندوستان کی ایک اصلاحی تحریک تھی، جو ذات پات کی نفی کرتی تھی۔ شمالی ہندوستان میں رامانند، جو شمالی ہندوستان کا براہمن تھا، اس نے بھگتی کے فلسفے کو مشہور کیا اور اس فلسفے کو اس کے مسلم شاگرد کبیر نے مزید پھیلایا اور ذات پات کے نظام کی نفی کی۔[1]

کبیر نے اپنے دور کے اکثر مذہبی عقائد اور رسومات پر تنقید کی۔ اس دور میں اسی فلسفہ کے حامل سَنت اور بزرگ روی داس، کبیر، دَھنا، سینا، بھاوانند، اور پھر ان کے شاگردوں میں دھرم داس، ملوک داس، ڈاڈو اور رَجب وغیرہ نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔[2]

بھگتی کے یہ نظریات ہندووں، درویشوں اور سنتوں میں تقریباً ملتے جلتے تھے۔ عشق حقیقی کا رنگ غالب تھا، لیکن سنتوں کے مسلکِ عشق کی خصوصیات ہندو معاشرہ کے پوجا پاٹ، تیرتھ استھانوں کی یاترا اور اسلام کے مذہبی احکام سے مختلف تھی، انھوں نے بے نفسی، ایثار، خاکساری، ہمدردی اور خدمت خلق کو نمایاں کرنے کی کوشش کی۔[3]

یہ تحریک جنوبی ہند اور مغربی ہند تک پھیل گئی۔ بعد ازاں مسلم حملہ آوروں نے ہندوستان پر حملے کرنے شروع کیے جن میں محمد بن قاسم اور محمد غزنی کے نام نمایاں ہیں۔ صوفیہ کرام آرتھوڈوکس مسلمان تھے جو ایک خدا کو مانتے تھے۔ پنجاب کے صوفیائے اکرام میں سے شیخ فرید الدین گنج شکرؒ نے تیسری صدی میں پاکپتن کو تصوف کا مرکز بنایا۔[4]

یہی وہ دور اور مذہبی ماحول تھا جس میں سکھ مذہب کے بانی بابا گرو نانک نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ سکھ مسلم تعلقات کے بارے میں بات کرنے سے پہلے سکھ مت کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔

---

[1]- Khuswant Singh, 1963. A History of Sikhs, Princeton, New Jersey: Princeton University press, Vol:1, Pg # 22-24

[2] فاروقی، عماد الحسن، آزاد، دنیا کے بڑے مذاہب، مکتبہ جامعہ نئی دہلی لمیٹڈ 1886ء، ص:199

Fārūqī, ʿimād al-Ḥasan, Āzād, Dunyā k Bary Madhāhab, Maktabah Jāmiʿah New Dehli Limited, (1886 AD), Pg #199

[3] فاروقی، عماد الحسن، آزاد، دنیا کے بڑے مذاہب، ص:200

Fārūqī, ʿimād al-Ḥasan, Āzād, Dunyā k Bary Madhāhab, Pg# 200

[4]- Khushwant Singh, A History of Sikhs, P:20-28, Vol: 1.

سکھ مذہب ایک توحدی مذہب کہلاتا ہے جس کی ابتداء برصغیر میں واقع خطہ پنجاب سے ہوئی کیونکہ اس مذہب کے بانی کی جائے پیدائش تلونڈی، ننکانہ صاحب ہے۔ سطور ذیل میں سکھ مذہب کے بانی کا پس منظر، ارتقاء، تعلیمات اور مسلم صوفیہ کرام کے ساتھ ان کے تعلقات کی نوعیت کو بالتفصیل بیان کیا جارہا ہے۔

سکھ کے معانی و مفہوم

مولوی فیروزالدین کے مطابق سکھ کے معنی "شاگرد" اور "چیلا" کے ہیں۔[1]

Encyclopedia of Religions and Belief نے سکھ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"ہر وہ انسان جو دس گرو اور گرنتھ صاحب پر یقین رکھتا ہو۔"[2]

"سکھ" سنسکرت کے لفظ "شیشیا" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں "شاگرد"۔

اے۔ ایس سیٹھی دعویٰ کرتا ہے کہ یہ لفظ "سیکھو" ہے جس کا مطلب ہے وہ شخص جو سچائی کے لیے وقف ہے۔ سکھوں نے گرو نانک سے شروع ہونے والے اور گرو گوبند کے ساتھ ختم ہونے والے دس گروؤں کی پیروی کی ہے۔[3]

نور اللغات میں ہے کہ:

"سکھ "مذکر" لفظ ہے گرونانک کے "مرید" سکھ کہلاتے ہیں۔"[4]

---

1 فیروزالدین، مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ، ص:803

Fairuz al-Dīn, Maulvī, Fairuz al-Lughāt, Fairuz Sons Limited, Pg #803

2- Kushwant singh, Sikhism, 1913-1936, Encyclopedia of Religions and Beliefs, Macmillan Publishing Company, New York, p:309-312, vol, 2.

3- Amarjit singh, Sehti, Universal Sikhism, 1972, New Delhi, Michigan Herkut press), P:17.

4 نورالحسن نیر، نور اللغات، مطبوعہ، مقبول اکیڈمی، لاہور، 1988، ص:270

Nūr al-Ḥasan Nayyar, Nūr al-Lughāt, Maṭbūʿah: Maqbūl Academy, Lahore, (1988 AD), Pg # 270

بابا گرونانک: بانی سکھ مت

بابا گرونانک کا سلسلہ نسب سورج بنی کے خاندان سے ملتا ہے اور انھیں ایودھیا کے مشہور و معروف راجہ رام چندر جی کے بیٹے کُسو کی اولاد سے ہونے کا فخر حاصل ہے...... راجہ رام چندر جی کے دو بیٹے تھے کُسو اور لٹو۔ ایک نے قصور آباد کیا۔ اور ایک نے لاہور، اسی زمانہ میں یہ علاقہ لودھی پٹھان کے زیر حکومت تھا۔ گوجرانوالہ کے ضلع میں (موجودہ شیخوپورہ) ایک بڑا وسیع اور غیر مزرعہ جنگل تھا اس کے ایک گوشہ میں ایک گاؤں واقع ہے جس کا نام تلونڈی ہے اسی گاؤں میں کالو نامی ایک کھتری رہتا تھا۔[1]

بابا گرونانک کلیان چند (کالو) کے ہاں 1469ء (سمت 1546) کو بہلول لودھی کے عہد میں پیدا ہوئے، ان کا مولد تلونڈی رائے بھوئے ہے آج کل اسے ننکانہ صاحب کہا جاتا ہے۔[2]

گرونانک کی پیدائش کی تاریخ سکھ کیلنڈر کے مطابق کاتک کے مہینے جب پورا چاند نظر آئے تب منائی جاتی ہے۔ گرونانک شروع سے ہی روحانی اور درویش طبیعت کے حامل تھے۔ اور ان کی کمال ذہنیت کو دیکھ کر ان کے استاد دھنگ رہ جاتے۔

کالو جی نے سات سال کی عمر میں بابا گرونانک کو ہندی پڑھنے کے لیے گوپال پنڈت کے سپرد کیا۔ پاٹ شالہ میں آپ کو پنڈت جی نے ہندسے لکھ کر دیئے تو بابا جی نے کہا۔

پنڈت جی! جو کوئی دنیاوی حساب وکتاب میں پھنستا رہے اور ایشور کی بھگتی کو بھول جائے وہ عاقبت میں سخت عذاب میں مبتلا ہو گا۔ میں ایک وحدہ لاشریک خدا کی صفت و ثناء پڑھنے و پڑھانے کو آیا ہوں۔ نو سال کی عمر میں سنسکرت کی تعلیم سیکھنے برج ناتھ کے پاس بھیجا گیا...... وہاں بابا جی نے لفظ اونکار کی ایسی مفصل اور عمدہ تشریح کی کہ پنڈت جی دھنگ رہ گئے۔ گیارہ سال کی عمر میں آپ کو فارسی سیکھنے کے لیے مولوی قطب الدین کے پاس بیٹھا دیا

---

1 غلام قاسم، صوفی، تذکرہ جناب بابا نانک، روز بازار، پریس ہال امرتسر، 1923ء، ص:8
Ghulām Qāsim, Ṣūfī, Tadhkirah Janāb Bābā Nānak, Rauz Bazār, Press Hāl Amritsar, (1923 AD), Pg # 8

2 اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 76:22
Urdū Dāʾirah Mʿārif -e- Islāmiyyah, 76:22

گیا۔ یہاں بھی آپ نے ہندی پنڈت اور سنسکرت کے پنڈت کی طرح مولوی قطب الدین کو الف، ب، اور ت کے جواب میں کہا:

الف۔ اللہ نوں یاد کر

ب۔ بدعت کو دور کر قدم طریقیت راکھ

ت۔ توبہ کر عاجزی سائیں بے پرواہ

ث۔ ثناء کر رب دی خالق نوں یاد کر[1]

اٹھارہ سال کی عمر میں باباجی کی شادی سُلکھنی جی سے کر دی جو مول چند کھتری کی لڑکی تھی۔ ان سے گرو جی کے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک سری چند جی جو اُداسیوں (سکھ فرقہ) کے گرو ہوئے اور دوسرے لکشمن داس جی جن کی اولاد بیدی کے نام سے مشہور ہے۔[2]

جب اولاد کی ذمہ داری ان پر پڑی تو ان کے والد نے گرو جی کو ان کے بہنوئی بھائی جے رام جی کے پاس سلطان پور بھیج دیا اور نواب دولت خان لودھی کا مودی بنا دیا، جہاں وہ سرکاری کام سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ خدا کی یاد میں مستغرق رہتے۔

ایک دن ایسا بھی آیا کہ حسب معمول جب وہ سلطان پور کی ندی میں نہانے اُترے اور تین دن تک غائب رہے۔ تین دن کے بعد لوگوں نے ان کو شہر کے قبرستان میں بیٹھے دیکھا۔ انھوں نے ندی سے باہر آکر جو نعرہ لگایا وہ حیران کن تھا۔ وہ کہتے تھے "نہ کوئی ہندو نہ کوئی مسلمان"۔ انھوں نے لوگوں پر واضح کیا کہ ہندو مسلمان کے جھگڑے اور بھید بھاؤ کو چھوڑ کر اس خالق کو اپنی کائنات اور خلقت میں دیکھو۔ اس کے بعد انھوں نے مودی خانہ کو خیر باد کہہ کر ایک نیا پروگرام مرتب کیا۔[3]

---

1 غلام قاسم صاحب، تذکرہ بابانانک، ص:16
Ghulām Qāsim, Ṣūfī, Tadhkirah Janāb Bābā Nānak, Pg # 16

2 غلام محمد قاسم، تذکرہ بابانانک، ص:24
Ghulām Qāsim, Ṣūfī, Tadhkirah Janāb Bābā Nānak, Pg # 24

3 کرتار سنگھ کوئل، باباگرونانک دیوجی اور انکی مقدس کی تعلیمات، ص:11

بابا گرونانک کی تعلیمات

گرونانک نے اپنے گاؤں کے ایک میراثی بھائی مردانہ جی کو اپنا ساتھی بنالیا۔ جو ساری عمر گرو جی کا مرشد کامل جان اور وفادار مرید بن کر شریک کار رہا۔ بھائی مردانہ ایک مسلمان تھا جو راگ کا دلدادہ تھا۔ اس کے رُباب اور گرو نانک دیو جی کے عرفان بھرے شبدوں نے بڑے بڑے دل موم بنایا اور وہ گرونانک کے سکھ مرید بن کر ان کی بانی کا جاپ کرنے لگ گئے۔[1]

بابا گرونانک کو ہر طرف جہالت، تعصب، نفرت، اور فرقہ پرستی کے اندھیرے نظر آئے۔ انھوں نے لوگوں کو پیغام حق سنانے اور توحید کا درس دینے کے لیے وحدہ لاشریک (اکال پورکھ) کی حمد وثناء کے گیت ربّی رباب کی لَے بھری آواز میں سنا کر ہندو، مسلم، بدھ، عیسائی سب کو بھائی بھائی بنا کر زندگی بسر کرنے کی طرف راغب کرنے اور راہ راست پر لانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ بابانانک نے اپنے اہل وعیال کو اپنے سُسر مول چند کے سپرد کر کے بھائی مردانہ کو ساتھ لیا اور نہ صرف ہندوستان کے تمام پرانتوں کا پیدل سفر کیا بلکہ لنکا، برما، عرب ممالک، ایران، ترکستان، افغانستان، تبت، نیپال، بوٹان، اور چین تک کا پیدل سفر کیا۔[2] اور ہر جگہ توحید پرستی، قومی یکجہتی، باہمی اتحاد، مساوات اور رواداری کا پرچار کیا۔ اور 1499ء سے 1521ء تک سفر میں رہے اور 1521ء سے 1539ء تک نو تعمیر شدہ گاؤں کرتارپور میں قیام پذیر رہے اور یہیں وفات پائی۔ سفر کرتے ہوئے وہ متعدد مقامات پر ٹھہرے اور چالیس سال تک سکھ مذہب کا پرچار کیا۔[3]

Kartār Singh Kauʾil, Bābā Gurū Nānak Daiw ji aur Un ki Muqaddas Tʿālīmāt, Pg # 11

1 کرتار سنگھ کوئل، بابا گرونانک دیو جی اور انکی مقدس کی تعلیمات، ص7-8
Kartār Singh Kauʾil, Bābā Gurū Nānak Daiw ji aur Un ki Muqaddas Tʿālīmāt, Pg # 7-8

2 کرتار سنگھ کوئل، بابا گرونانک دیو جی اور انکی مقدس کی تعلیمات، ص:12
Kartār Singh Kauʾil, Bābā Gurū Nānak Daiw ji aur Un ki Muqaddas Tʿālīmāt, Pg # 12

3 اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 76:22

Urdū Dāʾirah Mʿārif -e- Islāmiyyah, 76:22

سکھ مذہب کی تعلیمات کے اہم اصول

بابا گرو نانک نے اپنے مذہب کے لیے بھائی چارے، مساوات، بھلائی، تسکین قلب، بلا امتیاز رنگ و نسل کے بین الاقوامی اصول وضع کیے۔ جس میں سکھ کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔

۱- کرت کرو (محنت، مزدوری، کاشتکاری، کاروبار، بیوپار، اور ملازمت کر کے حق و حلال کی کمائی کرو)۔

۲- ونڈ چھکو (حق و حلال کی کمائی کو بانٹ کر کھاؤ۔ سماج کے غریب، نادار، لاچار اور نحیف و زار اور بیمار لوگوں کی بلا امتیاز مذہب و ملت امداد کرو۔)

۳- نام جپو (اپنے پیدا کرنے والے قادر مطلق کا نام جپا کرو۔ یاد الٰہی میں ہمیشہ مصروف رہا کرو)۔

ان کے علاوہ سکھ دھرم کا دھرم گرنتھ، گرو گرنتھ صاحب ہے جس کی ابتداء "جب جی" اور گرو نانک دیو جی کی پوتر بانی سے ہوتی ہے۔[1] اس میں خدا واحد مطلق کی صفات یوں بیان کی گئی ہے۔

ایک اونکار ست نام
کرتا پُرکھ نِر بھو نر ویر
اکال مورتی اجونی سیہہ
بھن گُر پرسادی

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق:

"بابا جی موحد تھے اور بت پرستی کے خلاف تھے۔ اور انسانی مساوات پر یقین رکھتے تھے مسکین اور نادار لوگوں سے زیادہ میل جول رکھتے تھے۔"[2]

انھوں نے ذات پات کا خاتمہ کیا، عورتوں کو اونچا مقام دیا، اخلاق بلند رکھنے کی تلقین کی، اور سادہ رسوم و رواج کا پرچار کیا۔

---

1 کرتار سنگھ کوئل، بابا گرو نانک دیو جی اور انکی مقدس کی تعلیمات، ص:23-24
Kartār Singh Kauʾil, Bābā Gurū Nānak Daiw ji aur Un ki Muqaddas Tʿālīmāt, Pg # 23-24

2 اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 78:22
Urdū Dāʾirah Mʿārif -e- Islāmiyyah, 76:22

گرونانک دیو جی کا کرداد اور ان کی تعلیمات کا ہر کوئی اطراف کرتا تھا اور ان کی تعظیم کرتا تھا، یہ ہندوؤں، درویشوں اور مسلمانوں میں کافی حدتک مقبول تھے۔ ایک معروف کہاوت ہے۔

"نانک شاہ فقیر، ہندو کا گرو، مسلمانوں کا پیر۔"[1]

بابانانک کے مسلم صوفیہ کرام سے تعلقات

ہندوستان میں باباجی کی ملاقات سب سے پہلے معین الدین چشتیؒ سے ہوئی۔ صوفیہ کرام لوگوں کو صراط المستقیم کی طرف بلانے کے لیے ہندوستان میں آئے تھے۔ مسلمان صوفیہ کرام سے باباگرونانک کا کافی میل جول رہا۔ بابانانک کی ملاقات شیخ فریدؒ سے ہوگئی۔ جنم ساکھی میں حضرت شیخ فریدؒ اور حضرت باوانانک کے باہمی سلوک اور برتاؤ کو ان الفاظ سے ظاہر کیا گیا ہے۔ باوانانک اور شیخ فریدؒ باہم ملکر بہت خوش ہوئے۔ شیخ یوسف کا کہنا ہے:

کہ " شیخ فرید اور باوانانک کی باہمی اس قدر محبت اور الفت تھی کہ دونوں نے جنگل میں ہی تمام رات گیان دھیان اور معرفت کی باتیں کرتے ہوئے گزار دی"۔[2]

یہی وجہ ہے کہ سکھوں کی مقدس کتاب گرو گرنتھ کا کم از کم تیسرا حصہ بابا فرید کے اشلوک سے بھرا ہے۔

گرونانک خواجہ جعفر، سائیں شیر شاہ، کے ساتھ چلہ کشی کرتے رہے، گرو جی کے دل میں مسلمان بزرگان دین کا پورا پورا احترام تھا اور ان کے مزاروں پر عقیدت کے پھول چڑھایا کرتے تھے۔ سکھ لٹریچر کے مطابق گرو جی ملتان کے مشہور بزرگ بہاؤالدین کے مزار پر بھی بڑی عقیدت سے گئے تھے۔[3]

---

1 کرتار سنگھ کوئل، گرونانک دیو جی اور ان کی تعلیمات، ص:45

Kartār Singh Kauʾil, Bābā Gurū Nānak Daiw ji aur Un ki Muqaddas Tʿālīmāt, Pg # 45

2 محمد یوسف، باوانانک کا مذہب، گلزار محمدی سٹیم پریس، لاہور 1919ء، ص:121-122

Muḥammad Yūsuf, Bābā Nānak kā Madhhab, Gulzār Muḥammadī Steam Press dry cleaners, Sirī Nagar, (1972 AD), Pg # 10

3 گیانی، عباداللہ، ہمارا نانک، گرونانک اکیڈمی، پاکستان، 1972ء، ص:212

Giyānī, ʿIbādullah, Hamārā Nānak, Gurū Nānak Academy, Pakistan, (1972 AD), Pg # 212

جب ان کے والد کالو کو علم ہوا کہ باباجی کا لگاؤ فقیروں اور درویشوں میں ہے تو انھوں نے باباجی کو کاروبار میں لگانے کی تجویز کی۔ انھوں نے کچھ روپے دے کر ان کو بازار بھیجا۔

کالوجی نے انھیں کچھ روپیہ دے کر مال تجارت کی خرید کے لیے لاہور کی طرف روانہ کیا اور بھائی بالا جاٹ کو خدمت اور حفاظت کے لیے ساتھ بھیجا (بعض کتب کے مطابق آپ کے ساتھ بھائی مردانہ تھے) اور تاکید کی کہ مال تجارت نہایت اعلیٰ اور کھرا ہو۔ جب وہ موضع فاروق آباد کے پاس پہنچے تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہاں پر بیراگی فقیروں کی ایک جماعت 3 روز سے فاقہ کی حالت میں پڑی ہے۔

آپ نے بھائی بالا سے کہا کہ ان بھوکے فقیروں کو کھانا کھلانے سے بڑھ کر مجھے دوسرا کارِ ثواب نظر نہیں آتا اور نہ ہی اس اچھے سودے سے اچھا سودا کہیں مل سکے گا۔ انھوں نے جنس منگائی اور ان بھوکے فقیروں کو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلاتے رہے۔[1]

جب گروجی تلونڈی واپس آئے تو مہتہ کالوجی ان کو مال متاع کے بغیر دیکھ کر از حد دکھی ہوئے، مگر گروجی نے والد صاحب سے کہا کہ آپ نے مجھے کھرا سودا کرنے کی ہدایت کی تھی۔ بھلا اس سے فائدہ مند سودا کیا ہو سکتا ہے۔[2]

گرونانک کی تعظیم، علامہ اقبال کے کلام کی روشنی میں

علامہ محمد اقبال بھی گرونانک دیوجی کی تعظیم میں کہتے ہیں کہ یہ ایک مرد کامل ہیں، جنھوں نے پنجاب کے خطہ میں پھیلی دیگر مذاہب کی جہالت کے اندھیروں کو دور کرنے کی کوشش کی اور مذہب پرستی کی بجائے خالص توحید کا درس دیا۔ اس سے پہلے حضرت ابراہیمؑ ایسی شخصیت تھے جنھوں نے توحید کی آواز بلند کی اور شرک کا خاتمہ کیا۔" بانگ درا" میں "علامہ اقبال" اس کی حقیقت کشائی کچھ یوں کرتے ہیں:

---

1 غلام قاسم صاحب، تذکرہ بابانانک، ص:20
Ghulām Qāsim, Ṣūfī, Tadhkirah Janāb Bābā Nānak, Pg # 20

2 کرتار سنگھ کوئل، باباگرونانک دیوجی اور ان کی مقدس تعلیمات، پریس ڈرائی کلینز زبڈشاہ چوک سرینگر، 1972ء، ص:10
Kartār Singh Kauʾil, Bābā Gurū Nānak Daiw ji aur Un ki Muqaddas Tʿālīmāt, Pg # 10

برہمن سر شار ہے اب

تک مئے پندار میں

شمعِ گوتم جل رہی ہے

محفل اغیار میں

بت کدہ پھر بعد مدت

کے روشن ہوا

نور ابراہیمؑ سے آزر کا

گھر روشن ہوا

پھر اٹھی صدا، توحید کی

پنجاب سے

ہند کو ایک مردِ کامل نے

جگایا خواب سے[1]

خلاصہ بحث

اس آرٹیکل کے مندرجات سے واضح ہوتا ہے کہ پنجاب، برصغیر پاک و ہند پر مشتمل ایک ایسا خطہ ہے، جہاں سکھ مذہب اور اسلام کی تعلیمات اپنے عروج پر پہنچیں۔ سکھ مذہب بھی اسلام کی طرح ایک توحیدی مذہب ہے۔ اس مذہب کے بانی نے ہمیشہ محبت، رواداری، عقیدت اور احترام انسانیت کا درس دیا۔ یہی وجہ ہے کہ متحدہ برصغیر میں دونوں اقوام نے نہایت خوشگوار اور پر امن زندگی گزاری۔ تاریخ میں مسلم صوفیہ کرام اور سکھ گرو صاحبان کے تعلقات قابل تعریف تھے۔ قبولیت مذہب، مذہبی رواداری اور ہم آہنگی کا یہ عالم تھا کہ مسلم حکمران اپنی جائیدادیں اور جاگیریں سکھ گروؤں کو تحفتاً دیتے تھے۔ یہی وہ زمینیں ہیں جہاں سکھ گروؤں نے اپنی عبادت گاہیں تعمیر کیں۔

---

1 علامہ اقبال، بانگ درا، نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن، لاہور، 1949، ص:223

Allāmah Iqbāl, Bāng -e- Dra, Naẓriya Pakistan Foundation, Lahore, (1949 AD), Pg # 223

سکھوں نے عقیدت اور احترام کا مظاہرہ کرتے ہوئے میاں میر جیسے صوفی بزرگ سے اپنے سب سے بڑے گردوارہ کا سنگ بنیاد رکھوایا۔